انتقاد

1. *Islamic Culture — A few Angles.*
2. *Some Economic Aspects of Islam.*
3. *Studies on Commonwealth of Muslim Countries.*
4. *Some Economic Resources of the Muslim Countries.*

اوپر کی یہ چاروں کتابیں آمد پبلشنگ ہاؤس ۔ کمرشل ایریا ۔ بہادر آباد کراچی ۵۔ کی طرف سے شائع کی گئی ہیں۔ اور یہ مرتب کردہ موتمر عالم اسلامی کی سیکریٹریٹ کی ہیں ۔

پہلی کتاب ’’ اسلامک کلچر،، بارہ مقالات پر مشتمل ہے، اور ہر مقالے میں اسلامی کلچر کے کسی نہ کسی پہلو سے بحث کی گئی ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ ان بارہ مقالات کے لکھنے والے علمی لحاظ سے ملک میں مستند حیثیت رکھتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے مسئلہ زیر بحث پر گفتگو کی ہے ۔

اسلامی کلچر کیا ہے؟ اس کے تحت انفرادی و اجتماعی زندگی کے کون کون سے شعبے آتے ہیں؟ کیا اسلامی کلچر محض معنوی قدروں کا نام ہے، یا وہ تہذیب و تمدن کے مخصوص سانچے اور قالب ہیں ؟ پھر یہ کہ کیا اسلامی کلچر ایک ارتقا پذیر کلچر تھا، جو وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ماحول میں اور مختلف قوموں کے عمل و رد عمل کے نتیجے میں بتدریج تشکیل ہوا ۔ اور اس کی تشکیل میں غیر مسلم قوموں کی تہذیب اور کلچر کا بھی حصہ تھا، یا اسلامی کلچر صرف اس کلچر کا نام ہے ۔ جو اسلامی تاریخ کے ایک خاص

دور میں متشکل ہوا ؟ اور آخر میں یہ کہ آج ہم کس چیز کو اسلامی کلچر کہہ سکتے ہیں؟

زیر نظر کتاب کے بارہ مقالات میں اوپر کے ان سوالات کا ایک حد تک جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ '' اسلامی کلچر، اس کی اصل، نشو و نما اور اس کا کردار '' کے عنوان پر ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ کا ایک نہایت پر مغز اور اور مختصر سا مقالہ ہے، جس میں موصوف نے اس بارے میں بڑے جچے تلے پر از معلومات اور فکر پرور خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی کلچر ایک مرکب اور جامع کلچر ہے، جس کی تعمیر و تشکیل میں سب مسلمان قوموں نے حصہ لیا۔ اس سلسلے میں دوسری قوموں کے کلچروں سے بھی استفادہ کیا گیا۔ اور یہ سب اجزا اسلام کی پوری انسانیت پر حاوی اور ہمہ گیر تعلیم کے زیر اثر ایک کلچری وحدت بن گئے۔

ڈاکٹر فضل الرحمن کا بھی اپنے مقالے '' اسلامی کلچر کیا ہے ؟'' میں کم و بیش یہی نقطہ نظر ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ ایک ہے اسلامی کلچر کی روح، جو عہد رسالت میں دین اسلام کے تلقین کردہ عقائد اور احکام کی شکل میں عملاً متمثل ہوئی۔ یہ در اصل اسلامی کلچر کی اساس اور اس کا بنیادی محور ہے۔ اس پر بعد میں اسلامی کلچر کی جو عمارت بنی، اس کے فن تعمیر، اس کی تفصیلات اور انفرادی خصوصیات پر لا محالہ اس ماحول اور ان لوگوں کا اثر پڑا، جہاں یہ عمارت بنی۔ مقالہ نگار کی رائے میں آج ضرورت ان تفصیلات پر زیادہ زور دینے کی نہیں، لیکن اسلام جو ایک ہمہ گیر اور جامع معاشرتی و اخلاقی اصلاح کی تحریک کی شکل میں جس کی کہ بنیاد خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تھا، آج سے چودہ سو سال قبل آیا تھا۔ اس کے پیش نظر جو عمومی مقاصد تھے۔ ان کو کلچر کے تمام شعبوں میں عملاً کارفرما کرنے کی ہے اور اسلام کے ان عمومی مقاصد سے ہم آہنگ جو کلچر وجود میں آئے گا، اس کو ہم بجا طور پر اسلامی کلچر کہہ سکیں گے۔

دوسری کتاب ”اسلام کے بعض معاشی پہلو“ میں مختلف اہل قلم کے جن میں اکثر ماہرین معاشیات ہیں، کوئی گیارہ مقالات ہیں۔ پہلا مقالہ پروفیسر ایم۔ ابن ھدیٰ صاحب کا ہے، جس کا عنوان ہے ”اسلام اور معاشیات“، اس کے آخر میں موصوف لکھتے ہیں:-

> اسلام بحیثیت مجموعی انسان کی زندگی کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ صرف اخروی نجات کا کفیل نہیں، جیسے کہ دوسرے مذاہب ہیں۔ نہ یہ انسان کو مصنوعی طور پر حصوں بخروں میں تقسیم کرنے کا قائل ہے کہ ایک انسان سیاسی ہو۔ ایک محض معاشی ہو کہ وہ محض دولت پیدا کرتا اور اسے صرف کرتا ہے۔ ایک مذہبی پرچارک ہے اور دوسرے کا کام بس اس کے پیچھے چلنا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ انسان ایک کامل وحدت ہے۔ اس کی ایک مرکب، مجتمع اور جامع شخصیت ہے، اور وہ ایک ہی وقت میں سیاسی بھی ہے اور معاشی اور مذہبی بھی۔ اب اسلام چونکہ انسان کو اس طرح کی ایک وحدت سمجھتا ہے۔ اس لئے اسے زندگی میں جن مسائل سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ ان کے بارے میں اسلام کو رہنمائی کرنا ہے۔

اسلام کے اس تصور اور اس کے عملی منصب کو پیش نظر رکھ کر پروفیسر ھدیٰ صاحب نے مسئلہ سود پر بحث کی ہے۔ اور بجا طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لئے جس زندگی کا طالب ہے، اس میں سود کی قسم کی چیز روا نہیں ہوسکتی۔ بعض دوسرے مقالات میں ”سود کے بغیر معیشت“ کے امکانات پر عالمانہ بحثیں کی گئی ہیں۔ ایک مقالہ ” اسلام میں لگان داری کا نظام “ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا ہے۔ جس میں موصوف نے زمینداری اور بٹائی کے زرعی نظام پر بحث کی ہے۔ یہ مقالہ بڑا بلند پایہ اور تاریخی حقائق کا حامل ہے۔

زیر نظر کتاب کے مقالات میں ” ربا “ کے علاوہ اس قسم کے منافعوں کو جیسے مثال کے طور پر بنک کا منافع ہے، اسلامی معیشت سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، جس پر نہ تو کسی مقالہ نگار نے

روشنی ڈالی ہے اور نہ کتاب کے مقدمہ نگار موتمر اسلامی کے سیکریٹری جنرل نے ۔ اس وقت ہماری جو معیشت ہے، نہ صرف ہماری، بلکہ تمام مسلمان ملکوں کی، ان میں اس قسم کے منافعوں کے بغیر جن میں ایک بنک کا منافع بھی ہے۔ معیشت کیسے چل سکتی ہے ۔ نظریتاً نہیں، بلکہ عملاً اور عملاً سے مراد یہ ہے کہ ان ٹھوس چیزوں کی اور انہیں استعمال کرنے کے طریقوں کی باقاعدہ نشان دھی کی جائے اور بتایا جائے کہ ان کی مدد سے ہماری معیشت یوں چل سکتی ہے ایک سیاسی اور معاشی نظام خلاء میں نہیں ہوتا ۔ وہ تاریخی محرکات کا جنہیں بہت سی چیزیں بروئے کار لاتی ہیں، عملی پرتو ہوتا ہے ۔ ہمارے اکثر ارباب فکر جو آج کل اسلامی معیشت پر لکھتے ہیں ۔ موجودہ تاریخی محرکات کو تبدیل کرنے کی راہیں سجھائے بغیر ضرب تقسیم کے ذریعہ یا ایثار و نیکی کے مقولے پیش کرکے معیشت میں بنیادی تبدیلیوں کی باتیں کرتے ہیں ۔ جو ظاہر ہے ایک گونہ جذبات کو تسکین تو دے سکتی ہیں، لیکن اس سے عملی نتیجہ کیا نکلے گا ۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے صرف دعاؤں سے افزائش رزق اور ''دم درود'' سے بیماریوں کے علاج کی کوششیں کی جاتی ہیں ۔

● خلافت راشدہ کے آخری دور میں خاندانی بادشاہت کا غلبہ ہوتا ہے ۔ اس کے بعد تیرہ سو سال تک اسلامی تاریخ اس نظام کو اپنانے پر مجبور رہی۔ اب جو تاریخی محرکات بدلتے ہیں، تو ایک ایک کرکے مسلمانوں کے ہاں سے تخت و تاج ختم ہو رہے ہیں ۔ ایک اور مثال معیشت کی ہے ۔ صدر اول میں زمین کو بٹائی پر دینا شرعاً جائز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن عباسی خلافت کے شروع میں اس نے '' معاشی اضطرار '' کی صورت اختیار کرلی ۔ اور جاگیرداری اور زمینداری نظام مسلمانوں کے ہاں معمول بن گیا، اور اب تک ہماری معیشت کی بنیاد اس پر رہی ۔ لیکن اب جو تاریخی محرکات بدلے ہیں، تو '' غیر محدود ملکیت زر و زمین '' کو اسلام کا عطا کردہ بنیادی حق ماننے والے بھی زرعی اصلاحات کے حامی ہوتے جارہے ہیں ۔

مطلب یہ ہے کہ ایک سیاسی و معاشی نظام کو سرے سے بدلنے کے لئے اس زندگی کو بدلنا ضروری ہوتا ہے جس کی بنیادوں پر اس نظام کی عمارت کھڑی

ہوتی ہے ۔ اور یہ زندگی تاریخ کا رخ موڑنے سے ہی بدلی جاتی ہے ۔ ہمارے ارباب فکر کو ان امور میں بھی ہماری رہنمائی کرلی چاہئیے ۔ بے شک مثالیت پسندی بڑا نیک جذبہ ہے لیکن ٹھوس حقائق سے بھی آخر آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں ۔

تیسری کتاب ” مسلمان ملکوں کی دولت مشترکہ کے مسائل “ کے نام سے ہے ۔ اس میں چار حضرات کے مقالات ہیں ۔ اس زمانے میں جب کہ دنیا کے مختلف ملکوں کی بڑی بڑی وحدتیں بن رہی ہیں، اور بڑے وسیع و عریض اور طاقت ور ملک بھی عظیم تر بلاک بنانے پر مجبور ہیں ۔ مسلمان ملکوں کی دولت مشترکہ کی تشکیل کی دعوت وقت کی ضرورت بھی ہے ۔ عملاً ممکن بھی ہے، اور بے حد مفید بھی ہے ۔ مسلمان ملک آزادی حاصل کرنے کے بعد ایک دوسرے سے قریب تر ہو رہے ہیں ۔ ان کے ہاں بین الاسلامی تنظیمیں وجود میں آرہی ہیں ۔ اور مسلمان سیاسی رہنما اور ارباب اقتدار بھی اتحاد اسلامی کی ضرورت افادیت اور اس کی سیاسی اہمیت محسوس کرتے ہیں ۔ ان حالات میں اسلامی دولت مشترکہ کا قیام ایک سہانا خواب نہیں رہا ۔

علاوہ ازیں اسلامی دولت مشترکہ کے حق میں ایک یہ بات بھی ہے کہ اب دنیائے اسلام سے شخصی بادشاہت ختم ہورہی ہے، اور نئی قیادتیں عوام کی مرضی کو ملحوظ رکھنے پر مجبور ہیں، اور جیسے جیسے عوام میں بیداری پھیلے گی ۔ اور نئے سیاسی و معاشی حالات میں اس کا پھیلنا لازمی ہے، مسلمان ملکوں کی نئی قیادتیں اپنے عوام کی مرضی کا زیادہ خیال رکھنے پر مجبور ہوں گی ۔ اب واقعہ یہ ہے کہ خواہ کوئی بھی مسلمان ملک ہو، اس کے عوام میں سب سے محرک، فعال اور زبردست جذبہ ان کے مسلمان ہونے کا ہے، ظاہر ہے کہ اس جذبے کی بین الاسلامی سطح پر تسکین اسلامی دولت مشترکہ سے زیادہ کس چیز سے ہوگی ۔

آخری کتاب ” مسلمان ملکوں کے معاشی وسائل “ کے بارے میں ہے ۔ اس میں ان ملکوں کی زرعی پیداوار، مصنوعات اور معدنی پیداوار کے متعلق

بیش قیمت معلومات فراہم کی گئی ھیں ، کتاب بے حد مفید ھے - اور ھر چیز کی پیداوار کو جدولوں کے ذریعہ نمایاں کرکے اسے اور بھی مفید بنا دیا گیا ھے -

ان چاروں کتابوں کی قیمتیں بالترتیب ۵ روپے - ۷ روپے ۵۰ پیسے - ۲ روپے ۵۰ پیسے - ۲ روپے ۵۰ پیسے ھیں -

موتمر عالم اسلامی نے یہ کتابیں شائع کرکے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ھے - ھم اس کے اس کارنامے پر اسے اور اس کے با ھمت و مستعد ارباب کار کو مبارک باد دیتے ھیں -

خاتون پاکستان (قرآن مجید نمبر)

مجلہ '' خاتون پاکستان '' اپنے ضخیم نمبروں کی وجہ سے علمی و دینی حلقوں میں کافی شہرت حاصل کرچکا ھے - اس سے پہلے اس کا '' رسول نمبر '' اس موضوع پر بڑا اچھا مجموعہ تھا - زیر نظر نمبر میں قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں پر مشہور علماء اور اھل قلم کے مضامین جمع کئے گئے ھیں - اس نمبر کی امتیازی خصوصیت یہ ھے کہ اس میں تقریباً ھر خیال کے اھل علم نظر آتے ھیں اور اسے صرف کسی خاص نقطہ نظر تک محدود نہیں رکھا گیا -

رسالہ کافی ضخیم ھے اس کے بڑے سائز کے ۳۴۰ صفحات ھیں - طباعت کتابت اچھی ھے - قیمت ۵ روپے -

خط و کتابت کا پتہ : خاتون پاکستان - پوسٹ بکس نمبر ۷۱۹۹
صدر - کراچی

قرآن مجید کے جملہ پہلوؤں سے متعلق تمام ضروری معلومات بہم کرنے کے لئے خاتون پاکستان کے اس شمارے کا مطالعہ بڑا مفید ھے ' امید ھے اس کے پہلے نمبروں کی طرح یہ بھی مقبول ھوگا -

محمد سرو

—:٥:—

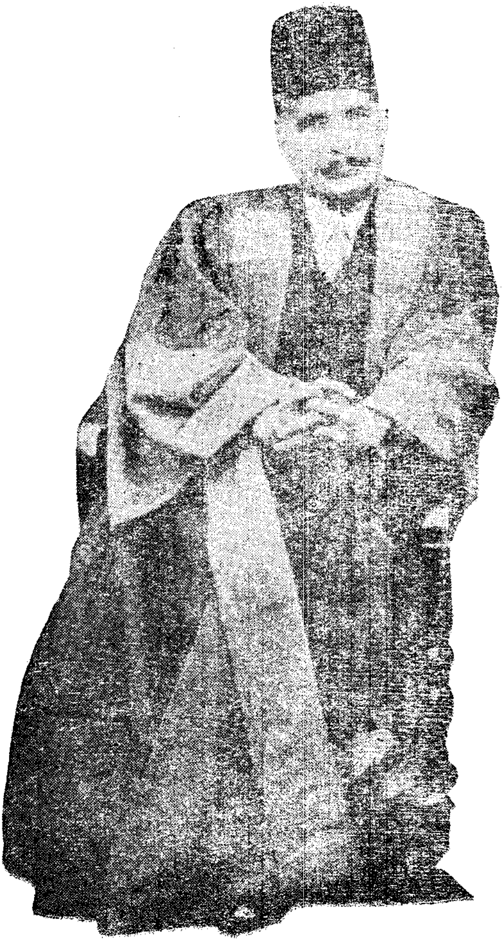

*

حکیم الامت

علامہ محمد اقبال (رح)

*

"اب کوئی چارہ کار نہ تو یہ کہ ہم اس قشر کو جو سختی کے ساتھ اسلام پر جم گیا ہے اور جس نے زندگی کے ایک ایسے مطمح نظر کو جو سرتاسر حرکت تھا، جامد اور متحجر بنا رکھا ہے، توڑ ڈالیں اور یوں حریت، مساوات اور حفظ و استحکام انسانیت کی ابدی صداقتوں کو پھر سے دریافت کرتے ہوئے اپنے سیاسی اخلاقی اور اجتماعی مقاصد کی تعبیر انکے حقیقی، صاف و سادہ اور عالمگیر رنگ میں کریں"

خطبات اقبال